# طلاق

# کیوں اور کیسے؟

ڈاکٹر مفتی محمد فہیم اختر ندوی

**شائع کردہ**

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

76 A/1, Main Market, Okhla Village, Jamia Nagar
New Delhi - 110025, Ph: +91-11-26322991, 26314784
E-mail: aimplboard@gmail.com / www.aimplboard.in

(©جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ)

| | | |
|---|---|---|
| نام کتاب | : | طلاق کیوں اور کیسے؟ |
| مؤلف | : | ڈاکٹر مفتی محمد فہیم اختر ندوی |
| طبع اول | : | جنوری ۲۰۰۸ء |
| طبع دوم | : | جون ۲۰۱۷ء |
| تعداد | : | پانچ ہزار |
| پروف ریڈنگ | : | ڈاکٹر محمد وقارالدین لطیفی ندوی |
| کمپوزنگ | : | فیضان احمد ندوی (کارکن بورڈ) |
| قیمت | : | ۱۵/روپے |

ناشر

دفتر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ-نئی دہلی

# فہرست


حرف چند .......... ۳

طلاق کا مسئلہ .......... ۴

طلاق سے پہلے .......... ۵

طلاق مت دیجئے .......... ۸

اگر اختلاف ہو جائے تو؟ .......... ۱۰

علاحدگی کے لئے صرف ایک طلاق .......... ۱۳

تین طلاق کا مسئلہ .......... ۱۶

تین طلاق کے بعد .......... ۱۸

طلاق کس کے لئے۔ مرد یا عورت؟ .......... ۲۰

کچھ عدت کے بارے میں۔ .......... ۲۲




بسم اللہ الرحمن الرحیم

# حرف چند

اسلامی شریعت کے اندر طلاق کو ایک ناپسندیدہ اور مذموم عمل قرار دیا گیا ہے، اس لئے کہ اس عمل کے ذریعہ صرف دو گھر نہیں بلکہ دو خاندانوں کے درمیان دوری پیدا ہوتی ہے۔ طلاق کو آخری چارہ کار کے طور پر استعمال کرنے کی شریعت میں اجازت دی گئی ہے، اور اس موضوع پر بہت ساری کتابیں بھی موجود ہیں مگر ضرورت تھی کہ طلاق کے موضوع پر مختصر رسالہ جسمیں اس موضوع کا پورے طور پر احاطہ ہو سکے تیار کرایا جائے۔ چنانچہ مولانا مفتی ڈاکٹر محمد فہیم اختر ندوی صاحب صدر شعبہ اسلامک اسٹڈیز مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی نے بڑی محنت کے ساتھ اختصار کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے زیر نظر رسالہ کئی سال قبل تیار کیا اور اب تک اس کے کئی ایڈیشن بھی آچکے ہیں اب اسی رسالہ کا جدید ایڈیشن آپ کے سامنے ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے مؤلف کو اجر عظیم عطا فرمائے اور ملت اسلامیہ کے لئے مفید تر بنائے۔

۲۰؍رجب المرجب ۱۴۳۸ھ<br>
۱۷؍اپریل ۲۰۱۷ء

محمد ولی رحمانی<br>
جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

## طلاق کا مسئلہ

انسان کو زندہ رہنے کے لئے غذا کی ضرورت ہوتی ہے، دوا کی نہیں۔ اگر غذا کو چھوڑ کر دوا کو کھانا پینا بنالیا جائے تو اچھا جسم بیمار ہوجائے اور جان پر بن آجائے۔ لیکن اگر وہی انسان بیمار ہوجائے تو اب صحت کو لوٹانے کے لئے دوا ضروری ہے۔ ازدواجی زندگی میں طلاق کی حیثیت اسی دوا کی ہے، طلاق اگر بے سمجھے بوجھے اور بے ضرورت دی جائے تو یہ زندگی کو برباد کردیتی ہے اور خوشیوں کی جگہ کئی طرح کی مصیبتیں گھیر لیتی ہیں۔ لیکن جب شوہر و بیوی کے درمیان نباہ اتنی دور ہوجائے جیسے سمندر کے دو کنارے، جو کبھی آپس میں نہیں ملتے، تو اس وقت طلاق دونوں کی ضرورت اور ہر ایک کے لئے باعث راحت ہوجاتی ہے۔

آج ہمارے سماج میں طلاق ایک اہم مسئلہ بنتا جارہا ہے۔ اس کے پیچھے ناواقفیت ایک بڑی وجہ ہے۔ طلاق سے پیدا ہورہے مسائل سے گھبرا کر کوئی طلاق پر بندش کی بات کرتا ہے اور کوئی اس کو پابند شرط بنانے کی وکالت کرتا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ طلاق کا حق عورت کو دیا جائے تو کوئی عدالت کو اس کا اختیار سپرد کرنا چاہتا ہے۔ کچھ لوگ تین طلاق کو ایک مان لینا مسئلہ کا حل سمجھتے ہیں۔ تو کچھ کے نزدیک تین طلاق کے بعد دوبارہ شادی کی تدبیریں ہیں۔ غرض طلاق کے مسئلہ پر آج ہر قسم کی بات اور بھانت بھانت کی گفتگو سنی جاسکتی ہے۔ کیا طلاق فی الواقع ایسی ہی بساط ہے جس پر ہر ذی ہوش اپنی اپنی چالیں چلے؟ اور کیا طلاق کے بارے میں اس پاکیزہ ربانی شریعت میں واضح ہدایات اور تعلیمات نہیں ہیں، جو شریعت پروردگار عالم کی بھیجی ہوئی آخری اور مکمل شریعت ہے، جو حکمتوں سے بھرپور ہے اور جو سراپا انسانوں کے لئے خیر و بھلائی ہے۔

اسلامی شریعت میں طلاق کی بابت تفصیلی ہدایات موجود ہیں۔ قرآن اور سنت کی تعلیمات سے ہم بآسانی جان سکتے ہیں کہ طلاق کب دی جائے؟ اور جب دی جائے تو کیسے دی جائے؟ آیئے ہم اس کا کچھ تفصیلی مطالعہ کریں۔



## طلاق سے پہلے

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اسلامی شریعت میں طلاق کیوں روا ہے؟ یہ بات سبھی جانتے ہیں کہ طلاق نکاح اور شادی کو ختم کرنے کا نام ہے۔ شادی عام حالات میں ہر انسان کی ضرورت ہے اور یہ پیغمبر اسلام ﷺ کی سنت بھی ہے۔ شادی کے ذریعہ ہی انسان کا نیا خاندان وجود میں آتا ہے اور اس طرح ہی نسل انسانی کا تسلسل جاری ہے۔ شادی ایک عبادت بھی ہے، کیونکہ اس کے ذریعہ جائز طریقہ پر جنسی خواہش پوری ہوتی ہے اور حرام جنسی تعلقات سے حفاظت ہوتی ہے۔ ایسی خوبیوں اور حکمتوں والی شادی کا بندھن بہت ہی مضبوط ہونا چاہیئے، کیونکہ یہ رشتہ جتنا مضبوط ہوگا، شادی سے نکلنے والے نتائج اتنے ہی بہتر اور مفید ہوں گے۔ اسلام شادی کے رشتہ کو پختہ عہد و پیمان اور مضبوط ترین بندھن قرار دیتا ہے۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

**وأخذن منكم ميثاقاً غليظاً** (نساء : ۲۱)

﴿اور وہ بیویاں تم سے ایک مضبوط اقرار لے چکی ہیں﴾

قرآن کے مطابق شادی میثاق غلیظ اور بہت ہی پختہ عہد ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی کو حکم دیا کہ اس خاتون کو جاکر دیکھ لیں جس سے پیغام نکاح آیا ہوا ہے اور وجہ یہ بتائی کہ:

**إنه أحرى أن يؤدم بينكما** (ترمذی، کتاب النکاح، حدیث ۱۰۸۷)

﴿اس طرح تم دونوں کے درمیان رشتہ زیادہ پائیدار ہوگا﴾

تو رشتۂ نکاح کی پائیداری اور اس میں مضبوطی کی کوشش نکاح سے پہلے بھی ہونی چاہیئے اور نکاح کے بعد بھی۔

شادی کے بعد اس بندھن کو مضبوط بنانے کے لئے اللہ کے رسول ﷺ نے دو قسم کی باتیں اپنانے کا حکم دیا: اوّل یہ کہ شوہر اور بیوی دونوں کے حقوق اور دونوں کی ذمہ داریاں متعین فرمائیں، اور دونوں سے فرمایا کہ اپنے اپنے فرض اور ذمہ داری کو ادا کریں۔ شوہر اپنی

ذمہ داری پوری کرے گا تو بیوی کے حقوق حاصل ہوجائیں گے اور بیوی اپنی ذمہ داری پوری کرے گی تو شوہر کو حقوق مل جائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے مرد سے فرمایا کہ تم جو کھاتے ہو وہی اپنی بیوی کو کھلاؤ، جو پہنتے ہو وہی بیوی کو پہناؤ، بیوی کو بُرا بھلا مت کہو وغیرہ۔ اور بیوی سے آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم شوہر کی بات مانو، اس کے گھر اور بستر پر ایسے لوگوں کو مت آنے دو جو شوہر کو ناپسند ہوں۔ (ترمذی شریف کتاب الرضاع ۱۱۶۳، وابوداؤد حدیث ۱۸۳۰)

دوسرے یہ کہ زندگی کے سفر میں اتار چڑھاؤ آتے رہتے ہیں۔ نرم گرم حالات میں دونوں ایک دوسرے کی نفسیات کو سمجھیں، اور باہم عدل واعتدال کا دامن نہ چھوڑیں۔ مرد سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

**لا یفرک مؤمن مؤمنة، إن کره منها خلقاً رضی منها آخر** (مسلم حدیث ٢٦٧٢)

﴿کوئی مومن مرد کسی مومن بیوی سے نفرت نہ کرے، اگر اسے بیوی کی کوئی بات ناگوار گذری تو اس کی دوسری بات اچھی بھی لگے گی﴾

یہ کیسی حکیمانہ اور نفسیاتی رہنمائی ہے۔ ایسی سچی بات جس کا تجربہ ہر انسان کو ہوتا ہے۔ بھلا کون ہے جس کے اندر اگر ایک کمی ہے تو دوسری بہت ساری اچھائیاں نہیں ہیں۔ کسی بھی ناگواری اور غصہ کے وقت جب بھی یہ پہلو سامنے ہوگا، اپنے آپ پر کنٹرول کرنا اور غصہ پر روک لگا لینا آسان ہوجائے گا، شوہر ہی سے قرآن کریم نے مخاطب ہو کر کہا:

**فإن کرهتموهن فعسی أن تکرهوا شیئاً ویجعل الله فیه خیراً کثیراً** (نساء: ١٩)

﴿اگر وہ تمہیں ناپسند ہوں تو عجب کیا کہ تم ایک شے کو ناپسند کرو اور اللہ اس کے اندر کوئی بڑی بھلائی رکھ دے﴾



اور بیوی سے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو کسی انسان کے لئے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ (ترمذی شریف کتاب النکاح حدیث:۱۱۵۹)

ان دونوں باتوں کو اپنا کر میاں بیوی ایک دوسرے کے لئے رفیق بن جاتے ہیں، فریق نہیں بنتے ہیں۔ دونوں ایک دوسرے کا حصہ اور پارٹ بن جاتے ہیں، پارٹی نہیں بنتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کے تئیں یہ تصور آدھے سے زیادہ مسائل کی جڑ کاٹ دیتا ہے۔ اس احساس کے رہتے ہوئے اگر کسی کی کوئی کمی کبھی سامنے آتی ہے، کسی جانب سے کبھی کوتاہی ہوجاتی ہے، یا کوئی کام پورا نہیں ہوتا ہے، تو اس پر غصہ آنے کے بجائے اس کے ساتھ ہمدردی پیدا ہوتی ہے، اس پر طعنہ دینے کے بجائے اس کو سمجھانے اور بتانے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، اس پر انتقام لینے کی سوچ کے بجائے اس کی اصلاح کا خیال آتا ہے۔ اور جب ایک طرف سے ایسے جذبات اور سلوک کا اظہار ہوتا ہے تو دوسری طرف بھی اپنی کوتاہی پر شرمندگی اور دوسرے کے لئے محبت واحترام کا جذبہ بڑھتا ہے۔ ایک دوسرے سے نفرت اور دوری ان میں نہیں بیٹھتی۔ اور کیسے بیٹھے؟ جب دونوں ہی ایک دوسرے کا حصہ ہیں، اور دونوں مل کر ہی مکمل ہوتے ہیں تو اپنے ہی حصہ کے ساتھ کوئی کیسے اجنبی کا سا تصور رکھ سکتا ہے۔ دیکھئے قرآن کریم کیسے حکیمانہ اسلوب میں اس تعلق کو بتاتا ہے:

"**بعضکم من بعض**" (آل عمران: ١٩٥)

﴿تم آپس میں ایک دوسرے کے جزو ہو﴾

قرآن اس کیفیت کا اظہار اور بلیغ انداز میں کرتا ہے کہ:

"**هن لباس لکم وأنتم لباس لهن**" (بقرة:١٨٧)

﴿بیویاں تمہارے لئے لباس ہیں اور تم بیویوں کیلئے لباس ہو﴾

اور رسول اللہ ﷺ نے اسی دوطرفہ تعلق کو بتاتے ہوئے فرمایا:

"النساء شقائق الرجال" (ابوداؤد کتاب الطهارة
حديث : ٢٣٦)

﴿عورتیں مردوں کا حصہ ہیں﴾

میاں بیوی کے درمیان تعلق کا یہ پہلو جب نگاہوں میں نہیں ہوتا ہے، تب چھوٹی چھوٹی بات بلا وجہ مسئلہ بننے لگتی ہے، کسی کوتاہی یا کمی پر خواہ مخواہ شک کی نظر پڑنے لگتی ہے، بات بات پر گرفت ہونے لگتی ہے، پھر ایک طرف سے شک اور طعنہ دوسرے کے اندر بھی غصہ اور انتقام کا شیطانی جذبہ بھڑکاتا ہے، پھر رائی کا دانہ پربت بنتا ہے، اور چنگاری شعلہ میں بدل جاتی ہے، جس سے پورا گھر جلنے لگتا ہے۔ آگ پھر آگ ہے، پھیلتی ہے تو جلاتی چلی جاتی ہے، میاں بیوی ہی نہیں، دونوں کے خاندان جھلستے ہیں، اور سب سے بڑا نقصان بچوں کو ہوتا ہے۔ جب ایک دوسرے کو اپنا رفیق اور پارٹ نہیں سمجھیں گے، تب فریق اور پارٹی بن جائیں گے، پھر ہمیشہ کشمکش رہے گی اور اپنا فرض نبھانے کی جگہ اپنے حقوق کا مطالبہ شروع ہوجائے گا، یہی الٹی ترتیب اور الٹا تصور ہے جو زندگی کی گاڑی کو پیچھے ہی لے جاتا ہے۔ صرف اس تصور کو سیدھا کرلیا جائے اور ترتیب پلٹ دی جائے تو اسی جگہ رہتے ہوئے دونوں ایک دوسرے کے لئے خیرخواہ بن جاتے ہیں، اور اپنے مسائل بڑی خوش اسلوبی سے سلجھا لیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ألاوا ستوصوا بالنساء خيرا فإنما هن عوانٍ
عندكم (ترمذی کتاب الرضاع حديث ١١٦٣)

﴿دیکھو! عورتوں کے ساتھ اچھے برتاؤ کی نصیحت
قبول کرو، وہ تمہارے لئے محض مددگار ہیں﴾

## طلاق مت دیجئے

اس طرح جب رشتہ نکاح مضبوط ہوتا ہے تو اس کو توڑنے کی ضرورت نہیں رہ جاتی ہے۔



شادی کا یہی اسلامی تصور ہے، اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو یہی مطلوب ہے۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ نے طلاق سے حتی الامکان روکا ہے۔ اور طلاق کی شناعت اور بُرائی طرح طرح سے بتائی ہے۔ بیوی بدلنے کے لئے طلاق دینا اسلام تسلیم نہیں کرتا ہے۔ جنسی خواہش اگر زیادہ ہے تو جائز طریقہ سے اس کو پورا کرنے کی اجازت ہے۔ اور عدل واستطاعت کے ساتھ مزید بیویاں رکھنے کا دروازہ کھلا ہے۔ لیکن ہوس کو بدل بدل کر پورا کرنے کے لئے لباس اور جوتیوں کی طرح بیوی بدلنا بدترین طریقہ ہے۔

اگر یہی غلط خواہش اور غلط جذبات عورت کے اندر پیدا ہوتے ہیں اور کسی جائز وجہ کے بغیر وہ شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرتی ہے تو اللہ کی طرف سے وہ سخت ترین سزا کی مستحق بنتی ہے۔ دیکھئے حدیث میں اس کے بارے میں کیا ارشاد ہوتا ہے:

أيما امرأ ة سألت زوجها طلاقاً في غيرما
بأس فحرام عليها رائحة الجنة (أبوداؤد،
كتاب الطلاق حديث ١٨٩٩)

﴿جو عورت اپنے شوہر سے بغیر کسی مناسب وجہ کے طلاق
مانگتی ہے تو اس پر جنت کی خوشبو حرام ہوجاتی ہے﴾

طلاق معمولی باتوں اور چھوٹے موٹے غصے پر دینے کی چیز نہیں ہے۔ جس طرح نکاح کے وقت دو بول کہہ کر دو اجنبی مرد وعورت اتنے قریب ہوجاتے ہیں، جو قربت خاندان کے کسی بھی دوسرے رشتہ میں نہیں ہوتی ہے، اور وہی دو بول رشتہ کا مضبوط بندھن قائم کردیتے ہیں۔ اسی طرح دو بول سے مضبوط رشتہ ختم ہوجاتا ہے۔ رشتہ کو مضبوط رکھنے کے لئے ان دو بول سے گریز کا سختی سے حکم دیا گیا ہے۔ یہ بول اور الفاظ بہت اہم ہیں۔ ہلکی پھلکی کہاسنی اور معمولی ان بن پر ان الفاظ کا استعمال ایسا ہی ہے جیسے زہر اٹھا کر کھا لیا جائے۔ خبردار! کہ ذراسی بات پر ایسی بھیانک غلطی کی جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

"ثلاث جد هن جد وهزلهن جد النكاح والطلاق والرجعة" (ترمذی کتاب الطلاق ۱۱۸٤)

﴿تین چیزوں میں سنجیدگی اور مذاق برابر ہیں، نکاح، طلاق اور رجعت﴾

یعنی یہ تینوں چیزیں جس طرح سوچ سمجھ کر بولنے سے واقع ہوتی ہیں، اسی طرح اگر مذاق میں یہ الفاظ استعمال کئے جائیں، تب بھی یہ واقع ہوجاتی ہیں، دراصل ان تینوں چیزوں کی اہمیت کی وجہ سے ان کو مذاق کا موضوع بنانے سے اسلام نے روکنا چاہا ہے، تو ایسی نزاکت اور سخت تاثیر رکھنے والے الفاظ کو یونہی زبان پر لے آنا اور معمولی باتوں پر ان کا استعمال کرنا اللہ کو سخت ناپسندیدہ اور بہت بڑی غلطی ہے۔ ایسی غلطی سے گریز کیجئے اور بے ضرورت طلاق مت دیجئے۔ اگر پوچھا جائے کہ دنیا میں سب سے بُری چیز کیا ہے تو اس کا جواب ہے طلاق۔ یہ جواب دنیا کے سب سے سچے انسان اور سب سے بڑے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"أبغض الحلال إلى الله تعالى الطلاق" (ابوداؤد کتاب الطلاق حدیث ۱۸٦۳)

﴿اللہ تعالیٰ کے نزدیک حلال چیزوں میں سب سے مبغوض اور ناپسندیدہ چیز طلاق ہے﴾

کوئی بھی حلال اور جائز کام اس سے زیادہ بُرا نہیں ہے۔ طلاق اتنی بُری اس لئے ہے کہ اس کا اثر ایک فرد تک نہیں رہتا ہے، اور نہ ہی طلاق سے صرف دو افراد متاثر ہوتے ہیں، بلکہ اس سے خاندان کی اکائی ٹوٹ جاتی ہے، پھر دونوں خاندانوں تک نفرت و دشمنی پہنچتی ہے، نئی تیار ہونے والی نسل کی بنیاد ہل جاتی ہے، اور بتدریج پورے سماج میں ٹوٹ پھوٹ ہونے لگتی ہے۔ اتنے دور رس اثرات طلاق سے پیدا ہوتے ہیں اسی لئے یہ سب سے بُری چیز ہے۔



## اگر اختلاف ہوجائے تو؟

یہ ممکن ہے کہ میاں اور بیوی دونوں اپنی ذمہ داریوں کے تئیں ہوش منداور فکرمند ہوں، پھر بھی آپس میں اختلاف ابھر آئے۔ تو ایسے موقع پر کیا کرنا چاہیئے۔ کیا غصہ میں آکر طلاق دے دی جائے؟ نہیں، ہرگز نہیں، طلاق جیسی اہم بات غصہ میں نہیں ہونی چاہیئے، اگر اختلاف پیدا ہوجائے تو اس موقع پر چند باتوں پر نظر ڈالیئے:

- اختلاف کیوں ہوا؟ کیا آپ سے کوئی جائز شکایت ہے؟ اگر ہاں تو اسے دور کیجئے۔ آپ کوئی حق ادا نہیں کررہے ہیں تو اسے پورا کیجئے۔ اپنی کوتاہی کو دور کیجئے، اختلاف خودبخود ختم ہوجائے گا۔
- آپ دونوں خود بیٹھ کر ٹھنڈے دل سے حالات کا جائزہ لیجئے۔ ایک دوسرے کو سمجھایئے۔ افہام وتفہیم سے اختلاف چھوٹ جاتا ہے۔
- خاندان کے کسی خیرخواہ کو بیچ میں ڈالیئے، وہ دونوں کی بات سنیں اور دونوں کو سمجھا بجھا کر شکایت ختم کرائیں۔ جس کی کوتاہی ہے، اس کو پابند بنائیں۔ یہ جیت ہار کا مسئلہ نہیں ہے۔ اپنی ہی زندگی کو خوشگوار بنانے کا مسئلہ ہے۔ اس لئے اپنی کوتاہی کو فوراً تسلیم کیجئے اور اسے دور کیجئے۔
- اگر اختلاف ان باتوں سے زیادہ آگے بڑھ چکا ہے تو اب مرد اور عورت دونوں کے اہل خاندان سے ایک ایک حکم (پنچ) مقرر کیجئے۔ خاندان کے لوگ اس لئے لیجئے کہ وہ گھر کی باتوں سے واقف بھی ہوں گے اور اچھی طرح تحقیق بھی کرسکیں گے۔ یہ دونوں حکم مخلص اور خیرخواہ بھی ہوں۔ اور ان دونوں کا اصل مقصد اختلاف کو ختم کراکر میاں بیوی کو ملا دینا ہو۔ دونوں حکم پوری ایمانداری اور انصاف کے ساتھ اختلاف کا جائزہ لیں، اور دونوں کے لئے ضابطہ طے کریں۔ جن باتوں کی وجہ سے اختلاف ہوا ہے، ان باتوں کو یا تو بند کرائیں، یا ان کے حدود مقرر کردیں۔

- کچھ مواقع پر اختلاف کی وجہ خود میاں بیوی نہیں ہوتے، بلکہ کوئی تیسرا شخص ہوتا ہے۔ میاں بیوی میں محبت اور ایک دوسرے کے لئے خیر خواہی ہے، لیکن کبھی مشترکہ خاندان کا کوئی فرد ادھر کی بات ادھر لگا کر، یا جھوٹی باتیں بنا کر، یا میاں بیوی میں سے کسی کو اپنی مرضی کے مطابق چلنے پر مجبور کرنے کے مقصد سے دونوں کو لڑانے لگتا ہے۔ کبھی محلّہ پڑوس کی کوئی عورت یا کوئی مرد شوہر کو بیوی کے خلاف، یا بیوی کو شوہر کے خلاف بھڑکاتا ہے۔ اس صورت میں شوہر اور بیوی دونوں کو چاہیئے کہ اپنی بھلائی کیلئے اس بدخواہ کی باتوں پر دھیان نہ دیں، بلکہ اسے صاف منع کر دیں کہ ہم اپنے معاملات خود سلجھالیں گے۔ اگر ایسی حرکت اپنے گھر کا ہی کوئی فرد یا رشتہ دار کر رہا ہے تو شوہر و بیوی اپنا ایسا ماحول بنائیں کہ ان کے معاملہ میں دوسرے کو دخل اندازی کا موقع نہ رہے۔ ضرورت ہو تو اپنی رہائش تبدیل کر لیں، کیونکہ ماحول بدل جانے سے بھی پرانے ماحول سے پیدا ہونے والا اختلاف ختم ہو جاتا ہے۔

اختلاف دور کرنا ایک مومن کی شان ہے۔ اور یہی اللہ کا حکم ہے۔ عقل و دانش مندی کا بھی یہی تقاضا ہے۔ دوسرے بدخواہ تو لڑ کر تماشہ دیکھتے ہیں، قرآن کریم نے اسی لئے مرد کو نصیحت آمیز حکم دیتے ہوئے کہا:

**"وعاشروهن بالمعروف"** (نساء : ۱۹)

﴿اور بیویوں کے ساتھ خوش اسلوبی سے گذر بسر کیا کرو﴾

قرآن کریم میں اللہ نے وعدہ فرمایا ہے کہ اگر تم اختلاف دور کرنے کی کوشش کروگے تو اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان جوڑ پیدا کر دے گا۔ دیکھئے ارشاد ہوتا ہے:

**"وإن خفتم شقاق بينهما فابعثوا حكما من أهله وحكما من أهلها إن يريدا إصلاحاً يوفق الله بينهما"**

(نساء : ۳۵)



﴿اگر تمہیں دونوں کے درمیان کشمکش کا علم ہو تو تم ایک حکم مرد کے خاندان سے اور ایک حکم عورت کے خاندان سے مقرر کر دو، اگر دونوں کی نیت اصلاح حال کی ہوگی تو اللہ تعالیٰ دونوں کے درمیان موافقت پیدا کر دے گا﴾

یہ کتنا بہترین نسخہ ہے۔ کتنے ٹوٹے دلوں کو اللہ جوڑ دیتا ہے۔ جب اختلاف ہو جائے تو اس قرآنی نسخہ کو اختیار کیجئے، انشاء اللہ نہ صرف خوشیاں لوٹ آئیں گی، بلکہ محبت و تعلق پہلے سے زیادہ بڑھ جائیں گے۔

## علاحدگی کے لئے صرف ایک طلاق

یہ بات سب جانتے ہیں کہ زندگی میں اتار چڑھاؤ آتے ہیں، ایک دوسرے سے کبھی شکایت ہوتی ہے، کبھی تکلیف بھی پہنچتی ہے۔ یہ باتیں زندگی کا لازمی حصہ ہیں، شاید کسی کی زندگی ایسی کسی بات سے خالی ہو۔ ایسی باتیں آنی جانی ہوتی ہیں۔ آج شکایت ہے کل ختم ہو جائے گی۔ وقتی تکلیف جاتی رہے گی۔ مالی تنگی ہے تو مل جل کر کوشش سے اللہ فراخی نصیب فرمائے گا۔ ایسی باتوں پر علاحدگی نہیں ہوتی ہے۔ اور نہ ایسا سوچنا چاہیئے۔ لہٰذا کبھی ایسا نہ کیجئے کہ ایسی کسی بات یا غصہ پر طلاق کا لفظ زبان پر لائیے۔ خوب سمجھ لیجئے کہ طلاق کیا چیز ہے؟

جس طرح شادی دو اجنبی کو جوڑتی ہے۔ طلاق شادی کو ختم کر دیتی ہے۔ تو طلاق اسی وقت کے لئے ہے جب شادی ختم کرنے کی ضرورت پیش آجائے۔ شادی کے لئے مہینوں بات چیت اور دیکھ بھال ہوتی ہے۔ خاندان کے بڑے بزرگ اور دوست و احباب سے مشورے ہوتے ہیں۔ ہر طرح اطمینان حاصل کیا جاتا ہے، پھر اہتمام کے ساتھ اور بڑوں کی موجودگی میں شادی کی کارروائی انجام پاتی ہے۔ ٹھیک اسی طرح جب شادی ختم کرنے کی بات آئے تو اس پر ہر پہلو سے بات چیت ہوگی، خاندان کے بزرگوں اور خیرخواہوں سے مشورے کئے جائیں گے، مذہبی علماء سے اس کے متعلق شرعی رہنمائی لی جائے گی۔ پھر ان سب کے بعد جب

پوری طرح اطمینان ہوجائے کہ شادی ختم کرنا ہی ضروری ہے اور اب یہی اللہ کا حکم ہے۔ اس وقت بڑوں کی موجودگی میں شادی ختم کرنے کی کارروائی ہونی چاہیئے۔ اس کا نام طلاق ہے۔قرآن کریم نے مختصر لفظوں میں یہ بات یوں کہی ہے:

**"فإمساک بمعروف أو تسریح باحسان"** (بقرة: ۲۲۹)

﴿یا تو رکھ لینا ہے قاعدے کے مطابق یا پھر خوش عنوانی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے﴾

یعنی شادی کا مقصد یہ ہے کہ بھلے طریقہ پر ساتھ زندگی گذاریں۔اگر یہ ناممکن ہوجائے اور اختلاف دور کرنے اور مشورہ کرنے کے تمام مراحل پورے کرنے کے بعد یہ طے ہوجائے کہ اب علاحدہ ہوجانا ہی مرد وعورت دونوں کے لئے بھلا ہے۔تب علاحدگی کی کارروائی اختیار کی جائے۔قرآن کریم ایسے ہی موقع کے لئے علاحدگی کو درست قرار دیتا ہے۔وہ کہتا ہے کہ جب میاں بیوی دونوں کو اندازہ ہوجائے کہ دونوں خوشگوار زندگی نہیں گزار سکتے اور ایک دوسرے کے جو حقوق ہیں اور ازدواجی زندگی کے لئے اللہ کے جو احکام ہیں انہیں پورا نہیں کرسکتے، تو اب دونوں علاحدہ ہوجائیں۔

**"فإن خفتم أن لایقیما حدود اللّٰہ فلاجناح علیھما فیما افتدت به تلک حدود اللّٰہ فلا تعتدوھا"** (بقرة: ۲۲۹)

﴿اگر تم کو یہ اندیشہ ہو کہ تم اللہ تعالیٰ کے ضابطوں کو قائم نہ رکھ سکو گے تو دونوں پر اس باب میں کوئی گناہ نہ ہوگا جو عورت معاوضہ میں دیدے، یہ سب اللہ کے ضابطے ہیں، سو ان سے باہر نہ نکلنا﴾

پس اس مرحلہ پر آکر جب طلاق کی کارروائی انجام دی جائے گی تو اس کا طریقہ یوں ہوگا۔

- اگر آپ نے بیوی کو مہر نہیں دے رکھا ہے تو اسے مہر کی رقم ادا کردیجئے۔



- دیکھ لیجئے کہ بیوی ان دنوں کس حالت میں ہے؟ اگر وہ حیض کے ایام میں ہے تو ابھی رکئے اور اس کی پاکی کے دن آنے کا انتظار کیجئے۔اور پاکی کے دنوں میں بیوی کے ساتھ آپکا جنسی تعلق نہ رہے۔
- اب آپ کم از کم دو بڑوں کی موجودگی میں صرف ایک مرتبہ طلاق دیجئے، زبان سے ایک بار بولنا یا اتنا لکھ دینا کافی ہوگا کہ ''میں طلاق دیتا ہوں'' بس طلاق ہوگئی۔ اس جملہ کو مت دہرایئے، نہ لفظ طلاق کو دوبارہ بولئے، یہ بہت بڑی جہالت ہے اور بالکل غلط ہے کہ طلاق کا جملہ دوہرایا جائے، یا تین مرتبہ بولا یا لکھا جائے۔ایسی غلطی کبھی مت کیجئے۔آپ جانتے ہیں کہ یہ کتنی بڑی غلطی ہے؟ اتنی بڑی کہ جب رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا کہ ایک صاحب نے یہ غلطی کی ہے اور طلاق تین بار دی ہے تو بے انتہا رحم دل رسول ﷺ کا چہرہ غصہ سے سرخ ہوگیا، بہت ناراض ہوئے اور یوں سخت جملہ فرمایا:

''میرے رہتے ہوئے اللہ کی کتاب (قرآن) کے ساتھ تم لوگ کھلواڑ بنائے ہوئے ہو'' (نسائی کتاب الطلاق: ۳۴۳۰)

- غصہ کا عالم اور جملہ کی سنگینی دیکھئے۔اور اندازہ لگایئے کہ ایک سے زیادہ طلاق دینا کتنا بڑا گناہ اور کیسی بھیانک غلطی ہے۔کچھ ناواقف قسم کے لوگ ایسے موقع پر طلاق تین بار لکھواتے ہیں یا کہلواتے ہیں۔انہیں شریعت کا مسئلہ صحیح طور پر معلوم نہیں ہے۔ کسی قانونی کاغذ پر طلاق لکھنے کی ضرورت آئے تو وہاں بھی صرف ایک بار لکھئے، یاد رکھئے کہ علاحدگی کے لئے صرف ایک طلاق کافی ہے۔
- ایک طلاق دینے کے بعد طلاق ہوجاتی ہے۔اور اسی وقت سے عدت شروع ہوجاتی ہے۔تین حیض یا تین مہینہ کی عدت گذر جانے کے بعد مرد وعورت دونوں کے تعلقات پوری طرح ختم ہوگئے۔عدت کے دنوں تک عورت کا نان ونفقہ مرد کے ذمہ رہتا ہے۔اور اس مدت میں عورت شوہر ہی کے گھر میں رہ کر عدت پوری کرے گی۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ عدت کے تین مہینوں کے دوران علاحدہ زندگی گذارتے ہوئے اپنے پچھلے فیصلہ پر افسوس ہوا اور کسی دوسری جگہ شادی کے بجائے اسی بیوی سے رشتہ بنانے کی رائے ہوگئی، تو اس کے لئے صرف رجوع کر لینا کافی ہوگا۔ رجوع یہ ہے کہ شوہر بیوی کو کہے کہ میں تمہیں واپس بیوی بناتا ہوں۔ یا اس کے ساتھ بیوی جیسا کوئی عمل کرلے، بہتر یہ ہوگا کہ رجوع کرنے کی بات بھی بڑوں کی موجودگی میں کی جائے۔ رجوع کے بعد نیا رشتہ پھر شروع ہو جائے گا۔

اگر عدت کے تین مہینے گذر گئے، اس کے بعد کبھی ایسا ارادہ ہوا، تو اب دوبارہ رشتہ کا طریقہ یہ ہوگا کہ دوبارہ نئے مہر کے ساتھ نکاح کی کارروائی انجام دی جائے، نکاح کے بعد دونوں پھر سے میاں بیوی ہو جائیں گے۔ ایک طلاق دینے سے آئندہ ان جیسے امکانات کا راستہ کھلا رہتا ہے۔ اور اگر ان امکانات کا خیال نہ بھی ہو تو بھی علاحدگی صرف ایک طلاق سے مکمل ہو جاتی ہے۔

## تین طلاق کا مسئلہ

تین طلاق کے مسئلہ پر ان دنوں کافی چرچا ہے۔ اور طرح طرح کی باتیں لوگ کہتے پھرتے ہیں۔ پہلے اتنی بات اچھی طرح نوٹ کر لیجئے کہ تین طلاق دینا گناہ ہے۔ اور پچھلی باتوں کو اگر آپ نے پڑھا ہے تو آپ پوری طرح سمجھ گئے ہوں گے کہ تین طلاق کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ طلاق سوچ سمجھ کر اور مشورہ کے بعد دینے کی چیز ہے۔ اور صرف ایک طلاق سے علاحدگی (Separation) مکمل ہو جاتی ہے۔

اگر کوئی انسان علاحدگی کے لئے ایک طلاق دینے کا مذکورہ طریقہ نہیں اپناتا ہے۔ اور تین بار طلاق دے جاتا ہے۔ تو اس بارے میں چند باتوں کو سمجھ لیجئے۔

- اکھٹے تین طلاق دینا گناہ اور معصیت ہے۔ ایسا کرنے والا گنہ گار اور رسول اللہ ﷺ کی ناراضگی کا مستحق ہے۔



- تین طلاق اکھٹی دینے سے طلاق ہو جاتی ہے، پوری دنیا کے سنی مسلمانوں کے درمیان اسلامی قانون کی تشریح وتعبیر کے چار معتبر مکاتب فکر (Schools) مروج ہیں، ان چاروں فقہی مسالک یعنی حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی میں ایسی تین طلاق تین ہو جاتی ہیں۔ جسے طلاق مغلظہ (سخت ترین طلاق) کہتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ اب دونوں میں یکجائی کا راستہ پوری طرح بند ہو گیا۔
- اپنے ملک اور دنیا کے مختلف حصوں میں کچھ مسلمان اہل حدیث مسلک سے وابستہ ہیں۔ اسی طرح شیعہ فرقہ میں بڑی تعداد فقہ جعفریہ پر عمل کرنے والوں کی ہے۔ ان دونوں مکاتب فکر میں اگر اکھٹی تین طلاقیں دی گئیں تو وہ واقع ہوں گی، لیکن وہ تین طلاق نہیں مانی جائیں گی، بلکہ صرف ایک طلاق مانی جائے گی۔
- دونوں طرح کی فقہی رائیں شرعی دلیلوں پر مبنی ہیں، اور جو مسلمان جس مسلک سے جڑے ہیں وہ اپنے علماء سے پوچھ کر اس پر عمل کرتے ہیں۔
- اکھٹی تین طلاق اگر کسی مسلمان نے اس طرح دی ہے کہ صرف لفظ طلاق یا جملہ طلاق کو دوہرایا ہے، جیسے ''طلاق، طلاق، طلاق'' یا ''طلاق دیتا ہوں، طلاق دیتا ہوں، طلاق دیتا ہوں''۔ گنتی اور تعداد نہیں بولا ہے، یعنی ''تم کو تین طلاق دیتا ہوں'' جیسے جملے نہیں بولے ہیں۔ اور طلاق دینے والا کہتا ہے کہ الفاظ کے دوہرانے سے میری مراد صرف تکرار اور تاکید ہے۔ تو حنفی مسلک میں اس کو ایک طلاق مانا جاتا ہے۔

بہر حال طلاق خواہ ایک مانی جائے یا تین اتنی بات تو طے ہے کہ تین طلاق کی نہ ضرورت ہے، اور نہ ایسا کرنا درست ہے۔ اور اس سے آگے یہ سوچئے کہ اسلام تو سرے سے طلاق کو بند کرنے کی بات کہتا ہے۔ طلاق ہو ہی کیوں؟ اختلاف کو دور کیجئے، ایک دوسرے کی کمی کو انگیز کیجئے، غصہ کے اظہار کے لئے لفظ طلاق کو کھلواڑ نہ بنائیے۔ پھر طلاق ہی نہ ہوگی۔

ہاں طلاق صرف ان لوگوں کے لئے ہے جن کے لئے ہر طرح سے طے ہو جائے کہ دونوں کے مستقبل کی زندگی کی بہتری علاحدہ ہو جانے میں ہے۔ اور اس مقصد کے لئے جب طلاق دی جائے گی تو صرف ''ایک طلاق'' سے علاحدگی ہو جائے گی۔

اس تصور کے ساتھ جب طلاق کے مسئلہ کو دیکھئے، جو اہل اسلام کا تصور ہے تو پھر تین طلاق کو ایک یا تین ماننے کی بحث بالکل بے کارسی ہو جاتی ہے۔ اس لئے طے کیجئے کہ:

ایک طلاق ابھی نہیں

اور

تین طلاق کبھی نہیں۔

## تین طلاق کے بعد

جیسا کہ آپ نے پڑھا اور سمجھا کہ طلاق جہاں اور جب کے لئے اسلام نے رکھی ہے، وہاں صرف ایک طلاق سے مقصد پورا ہوتا ہے۔ ایک طلاق کے بعد کا جو حکم پیچھے لکھا گیا، اگر ایک کے بعد کبھی آئندہ دوسری طلاق کی نوبت آئے، یا کوئی ایک کی جگہ دو طلاق دے بیٹھے تو ان دونوں صورتوں میں دو طلاق کا بھی ایک طلاق جیسا ہی حکم ہے۔

تین طلاق خواہ تین مرتبہ میں ہوئی ہو یا اکھٹی تین ہوئی ہو۔ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اب ہمیشہ کے لئے دونوں جدا ہو گئے۔ اسی لئے اس کا نام مغلظہ (سخت ترین) ہے۔ تین طلاق کے بعد دوبارہ ملنے کا راستہ تلاش کرنا بدترین درجہ کی حماقت ہے۔

اس موقع کے لئے قرآن کریم نے ایک بات کہی ہے اور اس کی توضیح حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہے۔ وہ بات یہ ہے کہ اگر کسی مرد اور عورت کے درمیان تین طلاق ہو چکی ہے۔ اور اس کے بعد عورت کا نکاح کہیں اور کسی دوسرے مرد سے ہوتا ہے، پھر کسی سبب سے اس دوسرے مرد سے علاحدگی ہوتی ہے۔ خواہ دوسرا مرد زندہ نہیں رہ پاتا ہے، یا وہاں سے کسی جائز بنیاد پر طلاق ہوتی ہے، اور عدت گذر جاتی ہے۔ اب یہ عورت کسی تیسرے



مرد سے شادی کر سکتی ہے، تو یہ تیسرا مرد پہلا شوہر بھی ہو سکتا ہے۔ صرف یہی ایک صورت ہے جس میں تین طلاق کے بعد پہلے شوہر سے دوبارہ شادی کا راستہ قرآن نے رکھا ہے۔ یہ اتفاقی راستہ ہے، یعنی اگر اتفاقاً ایسا ہو کہ عورت کا دوسرا شوہر نہ رہے تو وہ اب پہلے شوہر سے بھی شادی کر سکتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک خاتون صحابیہ تھیں، وہ ایک صحابی حضرت رفاعہ قرظی کی بیوی تھیں۔ ان سے تین طلاق ہو گئی، انہوں نے دوسرے مرد حضرت عبدالرحمٰن بن الزبیر سے شادی کر لی، شادی کے بعد انہیں احساس ہوا کہ یہ صاحب ان کے لئے جنسی طور پر ہم آہنگ نہیں ہیں، انہوں نے دربار رسالت میں آکر اپنے نئے شوہر کی شکایت کی، رسول اللہ ﷺ نے معاملہ سمجھ لیا، پوچھا کہ کیا تم پہلے شوہر رفاعہ قرظی کے پاس لوٹنا چاہتی ہو، تو پھر جب تک کہ دوسرے شوہر سے تمہارا جنسی تعلق نہ ہو جائے، وہاں سے علاحدگی نہیں ہو سکتی۔

(ترمذی کتاب النکاح: حدیث ۱۱۱۸)

تین طلاق کے بعد پہلے شوہر سے شادی کا یہ راستہ امکانی اور اتفاقی موقع کے لئے اسلام نے کھلا رکھا ہے۔ یہ کوئی منصوبہ بند طریقہ ہرگز نہیں ہے، کہ تین طلاق ہو جانے کے بعد اسی شوہر سے دوبارہ شادی کرنے کے مقصد کے تحت دوسرے مرد سے وقتی شادی کا منصوبہ بند طریقہ اپنایا جائے۔

نعوذ باللہ! اسلام جیسا پاکیزہ مذہب ایسے حیاسوز اور تعفن آمیز طریقہ کو بھلا کیسے گوارا کر سکتا ہے۔ دیکھئے رسول اللہ ﷺ نے ایسے گھناؤنے طریقہ کو اپنانے والے کے لئے کتنی سخت بات فرمائی ہے:

''لعن رسول اللہ ﷺ المحلل والمحلل لہ

(ترمذی کتاب النکاح حدیث ۱۱۲۰)

﴿رسول اللہ ﷺ نے حلال بنانے والے اور جس کیلئے حلال بنایا، دونوں پر لعنت کی ہے﴾

لعنت سے بدترین اور سخت بات کیا ہو سکتی ہے۔ ایسا طریقہ اپنا کر لعنت خدا اور رسول ﷺ کا مستحق بننے سے گریز کیجئے۔

## طلاق کس کے لئے مرد یا عورت؟

طلاق جب میاں بیوی دونوں کے باہمی اتفاق سے دی جائے، اور طلاق کے ذریعہ علاحدگی کو ہی دونوں بہتر سمجھ رہے ہوں، تو اس وقت یہ سوال بے معنی رہتا ہے کہ طلاق کا حق کسے ہے، اور اسلام اسی موقع کے لئے طلاق کو درست رکھتا ہے۔

جہاں تک یہ سوال ہے کہ علاحدگی کون لے سکتا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اسلام نے علاحدگی کے کئی راستے رکھے ہیں، اور وہ علاحدہ علاحدہ موقعوں کے لئے ہیں، اس میں دراصل یہ حکمت کام کر رہی ہے کہ میاں بیوی میں سے کسی پر ظلم نہ ہونے پائے، مظلوم کو ظلم سے نجات پانے کے لئے علاحدگی کے مختلف طریقے اسلام نے بتائے ہیں۔

ان طریقوں میں سب سے پہلا اور معروف طریقہ طلاق ہے۔ یہ حق اسلام نے مرد کو دیا ہے۔ طلاق کا حق مرد کو دینے کی کئی وجوہات ہیں۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ گھر جو ایک ادارہ کی مانند ہے، اس کا سربراہ مرد کو بنایا گیا ہے۔ قرآن کہتا ہے:

"الرجال قوامون على النساء (النساء : ٢٤)

﴿مرد عورتوں کے قوام ہیں﴾

دوسری وجہ یہ ہے کہ ازدواجی زندگی میں نکاح کے بعد مرد پر دو ذمہ داری اسلام ڈالتا ہے۔ ایک یہ کہ مرد اپنی بیوی کو مہر کے نام سے ایک مناسب رقم دے۔ دوسری یہ کہ زندگی بھر کھانا خرچہ اور مکان بیوی کو فراہم کرے۔ بیوی اپنی جگہ کتنی ہی مالدار ہو، اس کا نان ونفقہ مرد کے ذمہ قانوناً لازم ہے۔ یہ ذمہ داری عورت پر نہیں ڈالی گئی ہے۔ ان جیسے اسباب کی وجہ سے علاحدگی کی پہلی صورت یعنی طلاق کا حق مرد کو دیا گیا ہے۔ لیکن یہ حق کس موقع کے لئے ہے اور اس کا کیا طریقہ ہے؟ اس پر پیچھے بات ہو چکی ہے۔



اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

"إنما الطلاق لمن أخذ بالساق" (ابن ماجه كتاب الطلاق : ٢٠٨١)

﴿طلاق اس کے لئے ہے جس نے ذمہ داری لی ہے﴾

علاحدگی کا دوسرا طریقہ تفویض طلاق ہے، اس طریقہ کے ذریعہ علاحدگی کی سہولت عورت کو دی گئی ہے، اس میں مرد اپنا حقِ طلاق بیوی کو سپرد کر دیتا ہے، لہٰذا اگر بوقت نکاح یا نکاح بعد بھی مرد حق طلاق بیوی کو سپرد کر دیتا ہے، تو یہ تفویض طلاق ہوگی، اگر شوہر نے شرط کے ساتھ حق دیا ہے تو شرط پوری ہونے پر بیوی خود سے اس حق کا استعمال کرتے ہوئے اپنے آپ کو طلاق دے سکتی ہے، وہ طلاق ہو جائیگی۔

علاحدگی کا تیسرا طریقہ خلع ہے، یہ طریقہ بھی عورت کے لئے ہے، کہ اگر اسے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ ازدواجی زندگی کے حقوق اور ذمہ داریوں کو ادا نہیں کر سکتی ہے تو وہ شوہر سے علاحدگی کا معاملہ کر سکتی ہے۔ عورت مہر کی رقم لوٹائیگی یا جو رقم طے ہو جائے اتنی رقم ادا کرے گی، اور اس رقم کے بدلہ مرد اسے طلاق دے دے گا۔ یہ خلع ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں حبیبہ بنت سہل ایک صحابیہ حضرت ثابت بن قیس کی زوجیت میں تھیں، لیکن انہیں وہاں کسی طرح جی نہیں لگا، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر عرض کیا کہ مجھے ثابت سے کوئی شکایت نہیں ہے، نہ ان کے دین پر نہ ان کے رویہ اور سلوک پر مجھے کوئی تکلیف ہے، لیکن مجھے ایسا لگتا ہے کہ میں ان کے بارے میں اللہ کے احکام پورے نہیں کر پاؤں گی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے حبیبہ بنت سہل سے کہا کہ مہر میں ثابت نے جو باغ تمہیں دیا ہے، اسے لوٹا دو، اور ثابت سے فرمایا کہ اس کے بدلہ تم طلاق دے دو۔ یہی خلع ہے۔

**فسخ:** علاحدگی کا ایک اور راستہ بذریعہ اسلامی عدالت اور مسلم قاضی کے ہے، عورت کو مرد کے بارے میں شکایت ہے۔ مثلاً وہ نامرد ہے، یا نان نفقہ نہیں دیتا، یا اچھا سلوک نہیں کرتا یا شوہر

لاپتہ ہوگیا ہے، یا پاگل ہوگیا ہے، یا وہ کسی جان لیوا مرض میں گرفتار ہے وغیرہ تو وہ اپنا مقدمہ قاضی کے یہاں پیش کرے گی، قاضی معاملہ کی تحقیق اور عدالتی کارروائی پوری کرے گا، اور مطمئن ہونے کے بعد قاضی خود ہی عورت کا نکاح فسخ کردے گا۔ آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ کے ذریعہ ملک کے مختلف حصوں میں دارالقضاء قائم ہیں، جہاں مسلم قاضی کے پاس اس سلسلہ میں مقدمہ داخل کیا جاسکتا ہے۔

## کچھ عدت کے بارے میں:

عدت کے سلسلہ میں چند باتیں یادرکھئے:

جس طرح ایک طلاق یا دوطلاق کے بعد عدت ہوتی ہے، جس کا کچھ ذکر پیچھے ہوا، اسی طرح تین طلاق کے بعد عدت ہوتی ہے۔ عدت گذارنا اللہ تعالیٰ کا حکم ہے، قرآن میں حکم دیا گیا ہے۔

"وأحصوا العدة واتقوا اللّٰه ربكم" (طلاق: ۱)

﴿عدت کو خیال میں رکھو اور اپنے پروردگار سے ڈرتے رہو﴾

عدت گذارے بغیر عورت کی دوسری شادی نہیں ہوسکتی ہے۔ ایک طلاق یا دوطلاق کے بعد، جس کو طلاق رجعی کہتے ہیں، عدت میں عورت کو شوہر لوٹا کر اپنی بیوی بنا سکتا ہے، اور عدت اگر پوری گذرگئی ہے تو دوبارہ اس عورت سے نکاح ہوسکتا ہے۔ تین طلاق کے بعد نہ تو عدت میں نہ عدت کے بعد وہ عورت دوبارہ اس مرد کی بیوی بن سکتی ہے۔

- عدت کا زمانہ مرد کے گھر میں ہی گذارا جاتا ہے۔ اور اس زمانہ کا نان نفقہ بھی مرد دیتا ہے۔ عدت گذر جانے کے بعد مرد وعورت کے درمیان کوئی تعلق نہیں رہ جاتا ہے، اس لئے اب عورت کا کوئی نان نفقہ یا گذارہ مرد پر نہیں ہے، عدت کے بعد کے لئے مرد سے گذارہ وغیرہ لینا ایسا ہی ہے جیسے کسی اجنبی غیر مرد سے اپنا گذارہ لیا جائے۔



- عدت حیض والی عورتوں کے لئے مکمل تین حیض ہے۔ تیسرے حیض سے پاک ہوتے ہی عدت ختم ہوجاتی ہے۔ اگر طلاق کے وقت عورت حمل سے ہے تو بچہ کی ولادت کے ساتھ ہی عدت ختم ہوگی۔ چاہے ولادت طلاق کے بعد چند ہی دن میں کیوں نہ ہوجائے۔